الجواب

نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں ادنیٰ درجہ کی گستاخی کرنا آپ ﷺ کی سیرت وصورت یا آپ ﷺ کے بیان کردہ کسی حکم میں عیب جوئی کرنا یا بدباطن گستاخان کی کفریہ باتوں کی تشہیر کرنے والا مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

توہین رسالت کے جرم ہونے کی بارے میں احادیث تواتر معنوی کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں، لہٰذا اس قانون کے خلاف ہرزہ سرائی یہ درحقیقت اُن احادیث متواترہ کا انکار ہے، حضرات فقہاء نے متواتر کے انکار کو کفر قرار دیا، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وان انکر المتواتر فقد کفر" (ہندیہ، جلد:۲، صفحہ:۲۶۵)

توہین رسالت کے مرتکب کو قتل کرنے کا خود حضور علیہ السلام نے حکم دیا، حضرات صحابہ کو ایسے شخص کے قتل پر برانگیختہ کیا چنانچہ سیرۃ مصطفیٰ میں ہے:

''ابوعفک'' نامی یہودی آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو (توہین) میں اشعار کہتا تھا، لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر برانگیختہ کرتا تھا، جب اس کی دریدہ ذہنی حد سے گزر گئی تو ارشاد فرمایا:

"من لی بھذا الخبیث"

''کون ہے جو میرے لیے (یعنی میری عزت وحرمت کیلئے) اس خبیث کا کام تمام کرے''

حضرت سالم بن عمیر نے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ میں نے تو پہلے سے ہی منت مانی ہوئی تھی کہ ابوعفک کو قتل کردوں گا یا خود مرجاؤں گا۔'' آپ صلی اللہ علی وسلم کا فرمان سنتے ہی سالم تلوار لے کر روانہ ہوگئے اور اُسے قتل کردیا۔

(سیرۃ مصطفیٰ، جلد:۲، صفحہ:۱۶۷)

اسی طرح ''عصماء'' نام کی یہودیہ عورت کو آپ صلی اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کی بنا پر ایک نابینا صحابی نے قتل کردیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اس کی تعریف فرمائی۔ چنانچہ سیرۃ مصطفیٰ میں ہے:

''عصماء'' نام کی یہودیہ عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز اشعار کہتی تھی، ایک دفعہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کیلئے تشریف لے گئے ہوئے تھے تو اس یہودیہ نے اس قسم کے اشعار کہے ایک نابینا صحابی عمیر بن ساعدی کو سنتے ہی جوش آگیا اور منت مانی کہ اگر اللہ کے فضل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے صحیح سالم واپس آگئے تو میں اس کو ضرور قتل کروں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے مظفر ومنصور، صحیح وسالم تشریف لائے تو عمیر بن عدی تلوار لے کر روانہ ہوئے اور اسے قتل کردیا، نذر پوری کرکے واپس آئے اور صبح کی نماز آپ صلی اللہ علی وسلم کے ساتھ ادا فرمائی اور واقعہ کی اطلاع دی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے اس پر کوئی مواخذہ تو نہ ہوگا، آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ اور فرمایا: ''لا ینتطح فیھا نزعان'' (اس بارے میں دو بھیڑ [illegible]) یعنی یہ (پیغمبر برحق کی شان میں گستاخی کرنے والے کا قتل) ایسا فعل ہی نہیں جس میں کوئی کسی قسم کا اختلاف اور نزاع کرسکے، انسان تو درکنار جانور بھی اسے حق سمجھتے ہیں۔...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمیر کے اس فعل پر بے حد مسرور ہوئے اور صحابہ سے مخاطب ہوکر فرمایا:

''اذا احببتم ان تنظروا الیٰ رجل نصر الله ورسوله بالغیب فانظروا الیٰ عمیر بن عدی''

اگر ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی غائبانہ مدد کی تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو

(ماخوذ از سیرۃ مصطفیٰ، کاندھلوی، جلد:۲، صفحہ:۱۶۵)

کعب بن اشرف کو اسی جرم کی وجہ سے قتل کیا گیا [illegible] میں اس کا واقعہ تفصیل سے موجود ہے۔

فتح مکہ کے دن جب کہ ''لاتثریب علیکم الیوم'' کے ساتھ عام معافی کا اعلان کیا گیا تھا لیکن اس دن توہین رسالت کے ایک مرتکب کے بارے میں غلاف کعبہ پکڑے ہوئے ہونے کی حالت میں بھی قتل کا حکم دیا گیا۔ اس کے علاوہ بھی کئی افراد کے بارے میں اعلان کیا گیا کہ جہاں ملیں قتل کر دیے جائیں، ان میں سے درج ذیل چند افراد وہ ہیں جو توہین رسالت کے جرم میں قتل کیے گئے۔

۱	ابن خطل	مرتد ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہتا تھا، فتح مکہ کے دن خانہ کعبہ کے پردوں سے جا کر لپٹ گیا، آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ اسے وہیں قتل کر ڈالو، چنانچہ ابو برزہ اسلمی اور سعد بن حریث نے وہیں جا کر قتل کیا۔
۲	قرتنی، قریبہ	یہ دونوں ابن خطل کی لونڈیاں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں اشعار کہتی تھیں، ان میں سے ایک کو قتل کیا گیا جبکہ ایک مسلمان ہو گئی تھی۔
۳	سارہ	بنی مطلب میں سے کسی کی لونڈی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں اشعار پڑھتی تھی عند البعض اسے بھی قتل کیا گیا۔
۴	حویرث بن نقید	یہ شاعر تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں اشعار کہتا تھا حضرت علی نے اسے قتل کیا۔
۵	حارث بن طلال	یہ شخص بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا، فتح مکہ کے دن حضرت علی نے اسے قتل کیا۔
۶	ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی	یہ بھی آپ صلی اللہ علی وسلم کی ہجو میں اشعار کہتا تھا، فتح مکہ کے دن نجران کی طرف بھاگ نکلا اور وہیں حالت کفر میں مرا۔

درج ذیل دو افراد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ اشعار کہتے تھے فتح مکہ کے دن ان کے متعلق بھی قتل کا حکم دیا گیا لیکن یہ توبہ تائب ہو گئے اور اسلام لائے اور آپ صلی اللہ کی شان اقدس میں اشعار کہے اور سرخرو ہوئے۔

۱......عبداللہ [illegible]

۲......کعب بن زہیر

غزوۂ بدر کے موقع پر دو قیدیوں کو فوری قتل کرنے کا حکم دیا بلکہ باقی لوگوں کو فدیہ لے چھوڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سیرۃ مصطفیٰ میں ہے:

مقام صفراء میں پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے قیدیوں میں سے نضر بن حارث کے قتل کا حکم دیا، اور صفراء سے چل کر مقام عرق انطبیہ میں پہنچے تو عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم دیا، اور اسی جگہ اس کی گردن ماردی گئی، نضر بن حارث کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اور عقبہ بی ابی معیط کو عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قتل کیا، اور باقی قیدیوں کو لے کر حضور مدینہ روانہ ہوئے۔ فائدہ: نضر اور عقبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید ترین دشمن تھے، بدزبان اور دریدہ دہن تھے، قول اور فعل سے آپ کی تذلیل [illegible] وشتم میں، استہزاء اور تمسخر میں ہاتھ اور زبان سے ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا تھا، اس لیے خاص طور پر تمام قیدیوں سے صرف ان دو کی گردن مارنے کا حکم دیا۔

(سیرۃ مصطفیٰ، جلد:۲، صفحہ:۱۰۷)

یہ قانون اور ضابطہ پوری امت مسلمہ اور تمام اہل سنت والجماعت کے ہاں مسلّمہ اور متفق علیہ ہے۔

''ولا شك ولا شبهة فی كفر شاتم النبی صلی الله علیه وسلم وفی استباحة قتله

وهو المنقول ... ''(شامیہ جلد:۳،صفحہ:۲۲۸)

کسی بھی فقیہ نے اس کے جرم ہونے کا انکار نہیں کیا، تمام علمائے امت ایسے مجرم کی یہی سزا تجویز کرتے ہیں چنانچہ درمختار میں ہے:

''والکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حداً ولا تقبل توبتہ مطلقاً''

(درمختار، جلد:۳، صفحہ:۲۹۰)

شامیہ میں ہے:

''وعبارۃ الشفاء ھکذا: قال ابو بکر بن المنذر اجمع عوام اھل العلم علیٰ ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقتل ومن قال ... نس واللیث واحمد واسحٰق وھو مذھب الشافعیؒ وھو مقتضیٰ قول ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولاتقبل توبتہٗ عند ھؤلاء وبمثلہٖ قال ابو حنیفۃ واصحابہٗ والثوری واھل الکوفۃ والاوزاعی فی المسلم لکنھم قالوا ھی ردۃ ...... وحاصلہٗ انہٗ نقل الاجماع علی قتلہٖ قبل التوبۃ''

(شامیہ علی الدر المختار، جلد:۳، صفحہ:۲۹۰)

ذمی ہونے کی صورت میں معاہدۂ ذمیت کو کالعدم قرار دیتے ہیں چنانچہ شامیہ میں ہے:

''افتیٰ اکثرھم بقتل من اکثر من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اھل الذمۃ وان اسلم بعد ... قتل سیاسۃً''

(شامیہ علی الدر المختار، جلد:۳، صفحہ:۱۷۹)

قاضی عیاضؒ اپنی کتاب ''شفاء'' میں فرماتے ہیں کہ:

''ابن عتاب کا قول ہے کہ قرآن وحدیث کی نصوص واجب قرار دیتی ہیں کہ جو شخص حضور ﷺ کو ذرا بھی اذیت پہنچائے یا ذرا بھی توہین وتذلیل کا قصد کرے، صراحۃً یا کنایۃً اس کو قتل کردینا فرض ہے''۔

(بحوالہ اکفار الملحدین، مترجم، صفحہ:۲۱۷)

اور اس کی شرح نسیم الریاض ... پر ہے کہ:

''اگر دوسروں کی طرف سے سب وشتم کرنے والے پر الزام ثابت ہوجائے کہ یہ گالیاں خود اس شخص کی ساختہ پرداختہ ہیں اور سزا سے بچنے کیلئے اس نے دوسروں کی طرف منسوب کردیا ہے۔ ② یا اس شخص کی عادت ہو کہ وہ بکثرت ایسی گستاخانہ باتیں خود کہتا ہو اور دعویٰ کرتا ہو کہ میں دوسروں کا قول نقل کرتا ہو ③ یا ان گستاخانہ ہرزہ سرائیوں کے وقت اس کی حالت سے ظاہر ہوتا ہو کہ اسے یہ باتیں اچھی لگتی ہیں اور یہ اس میں کوئی برائی محسوس نہیں کرتا ④ یا وہ اس قسم کی توہین وتذلیل کا دلدادہ اور فریفتہ ہو اور اس کو معمولی بات سمجھتا ہو اور ممنوع نہ جانتا ہو ⑤ یا وہ اس جیسی گستاخانہ باتوں کا خاص طور پر یاد کرتا ہو (اور اس کا محبوب مشغلہ ہو) ⑥ یا وہ ایسی باتوں کی تلاش وجستجو میں رہتا ہو اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق کہے ہوئے ''ہجو یہ اشعار'' اور سب وشتم کے قصے عموماً روایت کیا کرتا ہو تو ان تمام صورتوں میں اس کا وہی حکم ہے جو خود ہجو اور سب وشتم کرنے والے کا ہے، اس پر مواخذہ کیا جائے گا (جو اس جرم کی سزا ہے وہ دی جائیگی) اور دوسروں کی طرف منسوب کرنا اس کیلئے مفید نہ ہوگا اور جلد از جلد اس کو قتل کر کے

Risalat par mushtamil mawad

جہنم رسید کردیا جائے گا۔ (بحوالہ اکفا لہما [illegible] ا، صفحہ:۲۱۷)

توبہ:

مذکورہ شخص اگر اپنے فعل پر نادم ہوا اور توبہ کرے تو اس کی توبہ شرعاً قابل قبول ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا فرمان ہے کہ ''اس شخص کی توبہ قابل قبول نہیں، اسے قتل کرنا شرعاً واجب ہے۔

''وإنما الخلاف في قبول توبته إذا أسلم، فعندنا وهو المشهور عند الشافعية القبول، وعند المالكية والحنابلة عدمه بناء على أن قتله حدا أو لا''۔ (شامیہ جلد:۳ صفحہ:۴۰۶)

جبکہ حنفیہ کے مسلک میں قدرے تفصیل ہے اگر یہ گستاخ مذکورہ کفریات کا داعی ہے اور گرفتاری کے بعد توبہ کرے تو اس کی توبہ قابل قبول نہیں؛ کیونکہ یہ توبہ درحقیقت توبہ ہی نہیں اس لیے کہ یہ بظاہر سزا سے بچنے کیلئے توبہ کر رہا ہے۔

''والزنديق الداعي اذا اخذ قبل توبته ثم تاب لم يقبل توبته ويقتل ولو اخذ بعدها قبلت۔'' (شامیہ جلد:۴ صفحہ:۶۳)

اور اگر اس کی حیثیت داعی کی نہیں، لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے کوئی گستاخی کر بیٹھا اور گرفتاری عمل میں نہیں آئی تو ایسی صورت میں اس کی توبہ شرعاً معتبر اور قابل قبول ہے۔ شامیہ میں [illegible]

وحاصل كلامه ان الزنديق لو تاب قبل اخذه اى قبل ان يرفع الى الحاكم تقبل توبتهٗ عندنا وبعدهٗ لا اتفاقاً'' (شامیہ علی الدر المختار، جلد:۳، صفحہ:۲۹۲)

☆...... توہینِ رسالت کے مرتکب کا قتل یقیناً شریعت کا حکم ہے، اور شریعت کا ہر حکم حکمِ خداوندی ہوتا ہے۔ کسی حکم شرعی کو خلاف عدل قرار دینا یہ بھی اُس حکم کی توہین ہے۔ چنانچہ ہندیہ میں ہے:

''من نسب الله تعالىٰ الى الجور فقد كفر'' (ہندیہ، جلد:۲، صفحہ:۲۶۱)

☆...... توہینِ رسالت کے قانون کو غلط کہنا یہ اس کو رد کر[illegible] ہے، اور کسی حکمِ شرعی کو رد کرنا یا ائمہ کے فتویٰ کو رد کرنا یہ بھی موجب تکفیر ہے چنانچہ ہندیہ میں ہے:

''رجل عرض عليه خصمهٗ فتى الائمة فردّها وقال: ''چه بارنامه فتوىٰ آورده اى'' قيل يكفر؛ لانه ردّ حكم الشرعى'' (ہندیہ، جلد:۲، صفحہ:۲۶۵)

اسی طرح کسی حکمِ شرعی پر ناپسندیدگی کا اظہار کفر ہے۔ چنانچہ ہندیہ میں ہے:

''اذا قال لايعجبنى حكم الله او لا تعجبنى شريعة النبى يكفر كما لو قال الله حلّل اربع نساء فقال انا لايعجبنى هذا الحك[illegible]:۲، صفحہ:۲۶۱)

لہٰذا مذکورہ شخص نے جو مروجہ ملکی قانون کو متنازع قرار دیا، اگر اس کی مراد یہ ہے کہ حضرات ائمہ کے ہاں مذکورہ قانون مختلف فیہ ہے اور اختلاف کی نوعیت بھی یہی ہے جس کا اوپر تذکرہ ہوا پھر تو اس پر شرعاً کوئی گرفت نہیں۔ اور اگر پاکستان کے اہل علم کے ارشادات اور فتاویٰ کے اعتبار سے اختلاف کہہ رہا ہے تو یہ سو فیصد جھوٹ ہے۔ تمام اہل علم اور تمام ممبران پارلیمنٹ نے اسے اتفاق رائے سے

منظور کیا ہے۔ لہٰذا اسے متنازع فیہ کہہ کر اس قانون کی اہمیت کو ختم کرنا چاہتا ہے تو اس کی بد دینی میں کیا شبہ ہے۔

اسی طرح قرآن وسنت، اجماع امت، مذاہب اربعہ کے مسلمہ قانون کو "کالا قانون" کہنا یا کہنے والوں کی بات نقل کرنا اور اس کی تشہیر کرنا گستاخان کی ہمنوائی ہے۔ لہٰذا اس کے بد دین اور قریب بکفر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ ایسا شخص نعوذ باللہ خاکے شائع کرنے والوں کا گویا نمائندہ ہے۔ اس کا یہ جرم موجب تعزیر ہے؛ کیونکہ توہین رسالت کو کالا قانون قرار دینا تمام اہل اسلام کیلئے موجب ایذاء ہے، اور بلاشبہ منکر اور گناہ ہے۔ اور یہ دونوں امور موجب تعزیر ہیں۔ چنانچہ ہندیہ میں ہے:

"اذا ۔۔۔ الخصمین الیٰ صاحبہ بفتوی الائمۃ فقال صاحبہ لیس کما افتوا او قال لانعمل بھٰذا کان علیہ التعزیر" (ہندیہ، جلد:۲، صفحہ:۲۷۴)

"کل من ارتکب منکراً او اذیٰ مسلماً بغیر حق بقولہ او بفعلہ یجب التعزیر"

(ہندیہ، جلد:۲، صفحہ:۲۳۷)..........فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

رئیس دار الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۴۳۹/۱۱/۸ھ

مُفتی
جامعہ خیر المدارس ملتان پاکستان

دار الافتاء
جامعہ خیر المدارس ملتان پاکستان

دار الافتاء
جامعہ خیر المدارس ملتان